Cosmos Multidisciplinary Research E-Journal   Online Available at www.cmrj.in
Recognized International Peer Reviewed Journal   Impact Factor 5.3   ISSN No. 2456-1665

ادبی تحقیق اور اُس کا طریقۂ کار

Literary Research and its Methodology

By
Dr. Ansari Masood Akhtar Jamal Ahmed
Asst. Professor & Head Dept. of Urdu
MSS's Ankushrao Tope College, Jalna (M.S.)

مقالہ نگار : ڈاکٹر انصاری مسعود اختر جمال احمد
اسسٹنٹ پروفیسر وصدر شعبۂ اُردو
انکوش راؤ ٹوپے کالج، جالنہ (مہاراشٹر)

تحقیق سے مراد کسی چیز کی حقیقت کا پتہ لگانا ہے چاہے وہ انقلابِ زمانہ کی وجہ سے مدفون حقائق کو روشنی میں لانا ہو یا موجودہ مواد کو از سرِ نو ترتیب دینا۔ لغات میں تحقیق کے معنی تصدیق، کھوج، تفتیش، دریافت اور چھان بین دیئے گئے ہیں۔

تحقیق کا عمل بنی نوع انسان کے بچپن سے تا عمر جاری رہتا ہے۔ قدیم انسان نے مظاہرِ فطرت مثلاً سورج کا طلوع اور غروب ہونا، آندھی آنا، بارش ہونا، سیلاب اور زلزلہ کا آنا وغیرہ کی اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق مختلف مطلب اخذ کئے۔ زلزلہ کیلئے کہا گیا کہ زمین ایک گائے کی سینگ پر رکھی ہے، جب وہ سینگ بدلتی ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔

کسی گاؤں کے سیدھے سادے طبیعت رکھنے والے دیہاتیوں کا ایک قصہ مشہور ہے کہ اس گاؤں میں رات کے وقت بارش ہوئی اور ایک ہاتھی کا اس گاؤں سے گزر ہوا۔ صبح کو جب لوگوں نے اتنے بڑے پیروں کے نشانات دیکھے تو تعجب میں پڑ گئے۔ انھوں نے اس کی تحقیق کیلئے بستی کے محقق اعلیٰ لال بجھکڑ سے پوچھا تو اس نے ایک کاہن کی طرح جواب دیا۔

پاؤں میں چکی باندھ کر کوئی ہرنا کودا ہوئے
یا رات اکٹھی ہوگئی ہو یا دلی والا ہوئے

کاہن کے اس شعر کا مطلب یہ ہوا کہ اتنے بڑے پیروں کے نشانات کی وجہ یا تو یہ ہوگی کہ رات کو کسی ہرن نے اپنے پیروں میں چکی باندھ کر کودتا ہوا گیا ہے یا جب رات سمٹ گئی ہوگی جس کی وجہ سے یہ نشانات پڑے ہوں۔ اور یہ دونوں باتیں بھی نہیں ہوں گی تو شاید دلی والا رات کو گزرا ہوگا۔ اس شعر میں دلی والا سے مراد مغل بادشاہ ہے جو چونکہ بہت بڑا تھا اسلئے یہ خیال کیا گیا کہ اس کے پاؤں کے نشانات بھی ایک تھالی کے برابر ہوں گے۔ لیکن یہ تاویلیں حقیقت سے کوسوں دور تھیں۔ اس لئے درست تحقیق نہ تھیں۔

تحقیق کی تعریف: اہمیت وافادیت

مولانا کلب عابد (پروفیسر شیعۂ دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے اپنی کتاب عماد التحقیق میں لفظ "تحقیق" کی یہ تشریح کی ہے کہ :

تحقیق، عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ باب تفعیل سے مصدر ہے۔ اس کے اصلی حروف ح ق ق ہیں۔ اس کا مطلب ہے حق کو ثابت کرنا یا حق کی طرف پھیرنا۔ حق کا معنی ہوتا ہے 'سچ'۔ مادہ 'حق' سے دوسرا لفظ 'حقیقت' بھی بنایا گیا ہے۔ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ 'تحقیق سچ یا حقیقت کی دریافت کا عمل'۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق "تحقیق کے لغوی معنی 'کسی شئے کی حقیقت کا اثبات' ہے۔ اصطلاحاً یہ ایک ایسے طرزِ مطالعہ کا نام ہے جس میں، موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔

قاضی عبدالودود کہتے ہیں "تحقیق کسی امر کو اس کی اصلی شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے۔ اوپر بیان کی گئی مختلف تعریفات اور تشریحات سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اردو اصطلاح 'تحقیق' کے معنی 'سچ یا حقیقت کی دریافت کرنا' ہے۔ جبکہ تحقیق کے لئے انگریزی اصطلاح 'ریسرچ' Research استعمال کی جاتی ہے جس کے معنی ہیں کھوج، اور دوبارہ کھوج۔

اُردو کی ادبی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ جن مصنفین، ادوار، علاقوں، کتابوں اور متفرق تخلیقات کے بارے میں کم معلوم ہے اُن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جائے۔ یا اُن کے بارے میں اب تک جو کچھ معلوم ہے اس کی جانچ پڑتال کرکے اس کی غلط بیانیوں کی تصحیح کر دی جائے تاکہ غلط مواد کی بناء پر غلط فیصلے صادر نہ کر دیئے جائیں۔

چوں کہ تحقیق کے پورے عمل کے دوران بہت سارے سچ اور حقائق سامنے آجاتے ہیں اور اکثر بلکہ زیادہ تر ان حقائق کے انکشاف کے بعد پہلے سے قائم کردہ عقیدت اور اعتماد کو ٹھیس پہنچتی ہے اس لئے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ تحقیق بیکار کام ہے۔ وہ لوگ اُسے گورکنی سے تعبیر کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ اس کی کوئی اہمیت نہیں کہ میرؔ کہاں پیدا ہوئے۔ وہ اکبر آباد میں پیدا ہونے کے بجائے لکھنؤ میں پیدا ہوئے یا اُن کے والد صوفی ہونے کی بجائے شاہی توشہ خانے کے داروغہ ہوتے تو اس سے کیا فرق پڑتا۔ ان کے خیال میں سوداؔ کے والد اُن کی نوجوانی میں مر گئے تھے۔ تو اس معلومات کا سوداؔ کی شاعری پر کیا اثر پڑا۔

لیکن یہ ساری باتیں تاثراتی ہیں۔ آج اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سوانحی اور تاریخی معلومات نے شعراء اور ادیبوں کی تخلیقات کو بہتر طریقے پر سمجھنے کے اسباب مہیا کئے ہیں۔ اسلئے تحقیق کو صرف گورکنی کہہ دینا درست نہیں ہے۔

اردو ادب میں تحقیقی خدمات انجام دینے والوں کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے واقعی اردو میں تحقیقی خدمات انجام دے کر نئے تحقیق کاروں کے لئے راہیں ہموار کر دی ہیں۔ بالخصوص سر سید احمد خاں، مولانا الطاف حسین حالیؔ، مولانا محمد حسین آزادؔ، مولوی عبدالحق دہلویؔ، حافظ محمود شیرانی، پروفیسر حبیب الرحمن خان شیروانی، پرفیسر سید مسعود حسن خاں، پروفیسر حامد حسن قادریؔ، ڈاکٹر محی الدین قادری زورؔ، عبدالقادر سروریؔ، علامہ سید سلیمان ندویؔ، نصیر الدین ہاشمیؔ، امتیاز علی عرشی، قاضی عبدالودود، رشید حسن خاں اور مالک رام وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ جب کہ دیگر محققین کے بہترین ادبی اور متنی تحقیق کے عمدہ نمونے نئے تحقیق کاروں کے لئے بطور مشعلِ راہ آج بھی موجود ہیں۔

سائنسی علوم میں کی جانے والی تحقیق، تجرباتی، تجزیاتی اور اطلاقی ہوتی ہے۔ بشری علوم میں کی جانے والی تحقیق تاریخی، تجزیاتی یا عملی ہوتی ہے۔ تاریخی اور سائنسی علوم میں کی جانے والی تحقیق کے دوران زیادہ تر اشیاء سے سروکار ہوتا ہے، جب کہ ادب کے شعبوں میں کی جانے والی تحقیق میں بشری علوم اور ادبیات میں انسانوں کے علم وفن زیر بحث ہوتے ہیں۔

تحقیق کی نوعیت اور اس کے طریقہ کار کو سمجھنے میں آسانی ہو اس لئے عام طور پر اسے دو قسم میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

اول سندی یعنی جو کسی سند کے حاصل کرنے کے لئے کی جائے۔ دوسری غیر سندی جس کا مقصد سند حاصل کرنا نہ ہو۔

یوں تو دونوں قسم کی تحقیقات کا مقصد حقائق کی کھوج کرنا ہوتا ہے لیکن اول قسم کی تحقیق پابند اور قسم دوم کی غیر پابند ہوتی ہے۔ دونوں قسم کی تحقیق کی تفصیل حسب ذیل ہے :

1) سندی تحقیق

سندی تحقیق کے لئے محقق کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ تحقیقی مقالہ لکھنے کے بعد اس کو سند مل جائے اس لئے وہ اپنی تحقیق میں بہت زیادہ کھل کر اپنی رائے نہیں دیتا اور نہ ہی بہت زیادہ اختلافی بحثوں میں پڑتا ہے۔ سندی تحقیق میں بعض حدبندیاں اور مجبوریاں ہوتی ہیں جن کی وجہ سے تحقیق کار کافی حد تک پابند ہو جاتا ہے۔

سندی تحقیق کی حدبندیاں:

سندی تحقیق کے تین لوازم ہیں جن کے باعث یہ غیر سندی تحقیق کے مقابلہ میں خسارے میں رہتی ہے۔ سندی تحقیق کے لوازم یہ ہیں

الف) ان کی تکمیل کیلئے معینہ مدت یعنی آخری حد ہوتی ہے۔

ب) اس میں ایک نگراں ہوتا ہے یعنی تحقیق کار آزاد نہیں ہوتا۔

ج) اس تحقیق کو زبانی امتحان کے لئے ممتحن حضرات کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس کے بعد سند عنایت کی جاتی ہے۔

۲) غیر سندی تحقیق :

اس قسم کی تحقیق کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی تحقیق جو ڈگری کیلئے نہیں کی جاتی۔ اسے عموماً درس گاہوں کے ڈگری یافتہ اساتذہ کرتے ہیں یا درس گاہوں کے باہر دوسرے اہلِ شوق۔ بالعموم اس کا معیار سندی تحقیق سے کافی برتر ہوتا ہے کیوں کہ اس کے کرنے والے زیادہ ماہر اور پختہ ہوتے ہیں۔

غیر سندی تحقیق غیر پابند ہوتی ہے یہ زیادہ تر آزاد اور غیر جانب دار ہوتی ہے۔ اس میں محقق بغیر کسی خوف کے اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے اور اپنے جمع کئے ہوئے مواد کے پیش نظر نتیجے اخذ کرتا ہے۔

زبان وادب کے لحاظ سے سندی اور غیر سندی دونوں قسم کی تحقیق انجام دی جاتی ہے۔ البتہ اُردو زبان وادب میں موضوع کے اعتبار سے تحقیق کو حسب ذیل چار نمایاں قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی قسمیں :

نوعیت کے اعتبار تحقیق کی دو قسمیں سندی اور غیر سندی ہوتی ہیں اس کے علاوہ موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی عام طور پر مندرجہ ذیل اقسام ہوتی ہیں :

1 - متن کی تحقیق و تدوین

2۔ مصنف یا شاعر کی سوانح اور حالاتِ زندگی کی تحقیق

3۔ معلوم شدہ حقائق یا اصولوں کی تجدید کرنا اور نئے انداز سے پیش کرنا

4۔(Inter-Disciplinary) بین العلومی تحقیق

موضوع کے اعتبار سے مذکورہ بالا اقسام اور ان کے طریقہ کار حسب ذیل ہیں :

1۔ متن کی تحقیق و تدوین

اردو میں تدوین متن سے زیادہ مقبول اصطلاح ترتیب متن ہے، دونوں ہی قریب المعنی ہیں، ترتیب کے معنی کسی شئے کے اجزاء کو مناسب تقدیم و تاخیر سے رکھنا ہے۔

تدوین کے معنی متفرق اجزء کو اکٹھا کر کے اُن کی شیرازہ بندی کرنا ہے۔ شعراء کے مجموعۂ کلام کو اسی لئے دیوان کہا گیا کہ ان میں غزلیں اور نظمیں جمع کی جاتی تھیں۔ متفرق اور منتشر چیزوں کو یکجا مدون کرنے کی مثال اقبال کے متفرق منسوخ کلام کو باقیاتِ اقبال کے نام سے اکٹھا کرنا ہے، چونکہ مجتمع کرنے میں بھی ایک ترتیب سے کام لیا جاتا ہے اس لیے ترتیب و تدوین میں کوئی خاص فرق نہیں۔

2۔ مصنف یا شاعر کی سوانح اور حالاتِ زندگی کی تحقیق :

اس قسم کی تحقیق میں کسی ادیب یا صنف کی اہم تخلیق کاروں کی تصانیف پر تحقیقی بحث کی جاتی ہے۔ اس میں بھی شاعر اور نثر نگار پر تحقیق کا انداز مختلف ہوگا۔ مصنف اگر تخلیق کار ہے تو اس کا انداز الگ ہوگا اور محقق یا نقاد ہے تو مختلف زمانے کے اعتبار سے بھی تحقیق کا رنگ مختلف ہوگا۔

3۔ معلوم شدہ حقائق یا اصولوں کی تجدید کرنا اور نئے انداز سے پیش کرنا

اس قسم کی تحقیق میں متن، قدیم الفاظ، عربی و فارسی کے الفاظ، اصطلاحات، اختلافاتِ نسخ، قلمی و مطبوعہ مخطوطات و تخلیقات کا تقابل اور موازنہ کیا جاتا ہے اسی طرح مختلف اصناف سخن کے نسخوں کے اختلافات کا موازنہ و تقابل کر کے زیادہ صحیح متن کو پیش کیا جاتا ہے نیز کسی قدیم شاعر یا ادیب کے نادر و نایاب نسخوں کو جدید زبانوں میں ترجمہ کر کے مع متن پیش کیا جاتا ہے۔

4۔(Inter-Disciplinary) بین العلومی تحقیق

آج کے دور میں علوم وفنون کی ترقی کی وجہ سے بہت سارے علوم وفنون کسی نہ کسی درجہ میں ایک دوسرے سے مربوط یا ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے بین العلومی تحقیقی کام بھی انجام دیئے جانے لگے ہیں۔

اس قسم کی تحقیق میں ادب اور کسی دوسرے مضمون مثلاً لسانیات، تاریخ، سیاسیات، سماجیات، معاشیات وغیرہ کے مشترکہ موضوعات پر تحقیق کی جاتی ہے مثلاً اردو افسانوں میں نفسیاتی پہلو، اردو ناولوں میں سماجی اقدار، اردو ادب میں تاریخ واقعات وغیرہ پر تحقیق کو موضوع بنایا جاتا ہے۔ لسانیات کو چھوڑ کر دوسرے مضامین کے اشتراک سے کی جانے والی تحقیق کا انداز بیشتر تنقیدی ہوتا ہے۔

مختلف موضوعات پر تحقیقی مقالہ لکھنے کے طریقے اور مرحلے مختلف ہوں گے، ان میں سب سے مقدم اور سب سے اہم موضوع ایک فرد یا ادیب پر تحقیق ہے، اس میں بھی شاعر اور نثر نگار پر دونوں پر تحقیق کا انداز علیحدہ ہوگا۔ کارلائل نے کہا تھا کہ تاریخ عظیم آدمیوں کی سوانح ہونی چاہئے۔

اگر فرد پر تحقیق کی جائے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ باحیات ہے یا انتقال کر چکا ہے، اگر باحیات ہے تو اس فرد کا تحقیق کے لئے انتخاب کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا خیال رکھیں:

وہ ایسا بزرگ ادیب ہونا چاہئے جس سے امید نہیں کہ اب مزید کوئی تصنیف کرے گا۔

آپ کو اس پر آزادی سے لکھنے کی جرأت ہو۔

اُس پر کام میں آپ کی کوئی غیر علمی غرض اور مقصد نہ ہو۔

اس پر ابھی تک کوئی مفصل کام نہیں ہوا ہو حالانکہ وہ اس کا مستحق تھا۔

فرد پر تحقیق کا ارادہ ہو تو اسی ادیب کو اپنا موضوع بنائیں جن کی تصانیف کے خاص میدان سے آپ کو دلچسپی ہو اور جس کے بارے میں آپ پس منظری معلومات رکھتے ہوں۔

فرد پر تحقیقی مقالہ میں پہلے باب میں مختصراً سیاسی، سماجی یا ادبی پس منظر ذکر کر دیا جائے، یہ پس منظر اُتنا ہی ذکر کیا جانا چاہئے جتنا اس ادیب کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں سیاسی و سماجی عناصر کا اثر رہا ہے اور وہی معلومات دینا چاہئے جن سے قاری واقف نہیں جو پہلی بار پیش کی جا رہی ہیں۔

فرد پر تحقیقی مقالہ لکھتے وقت یہ ہمیشہ یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس کی صحیح سوانح کی تشکیل کرنا ہے، اس کی شخصیت کی قلمی تصویر کھینچنا ہے، اس کی تصانیف کی صحیح حصار بندی یعنی اضافی چیزوں کو خارج کرنا اور نئی چیزوں کو دریافت کرنا، تصانیف و تخلیقات کی تاریخی ترتیب دینا، تخلیقات کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ وغیرہ امور کا احاطہ کرنا ہے۔

پہلا اولین ماٰخذ : فرد پر تحقیقی مقالہ لکھنے سے قبل اس کے بارے میں دو قسم کے ماٰخذ ہو سکتے ہیں جن کی مدد سے تحقیق میں آسانی بلکہ صحیح تحقیق ممکن ہے

یعنی فرد یا ادیب کی تصانیف اور ان سے متعلق دستاویزات، مسودے، خطوط، ڈائری، خود نوشت حیات، یادداشتیں، سرکاری دستاویزات، اسکول کے ریکارڈ جہاں فرد نے تعلیم حاصل کی وغیرہ۔

دوسرا ثانوی ماٰخذ : جو دوسروں نے ادیب کے بارے میں لکھا ہے یعنی ادیب پر لکھی گئی کتابوں، تذکروں، تاریخ اور انسائیکلوپیڈیا وغیرہ میں اس کے حالات، رسالوں نیز تحقیقی و تنقیدی مضامین کے مجموعوں میں اس سے متعلق تحریریں، اس کے اہل خاندان اور دوسروں کے خطوط، یادداشتیں، متفرق تحریریں، سوانح اور ڈائریاں، اس کے اہم عصری اخبار و رسائل، اس دور کی غیر ادبی تحریریں، ادیب کے وطن اور مقام معاش و ملازمت پر موجود مواد وغیرہ۔

اصناف پر تحقیق :

چوں کہ پورے ادب کی تاریخ لکھنا ایک فرد کیلئے ناممکن نہیں لیکن انتہائی مشکل ضرور ہے اسلئے تحقیق کار عموماً ادبی تاریخ کے کسی جزو کو لے لیتے ہیں یعنی کسی دَور، علاقے، گروہ یا طبقے، ادارے، صنف، تحریک یا دبستان کو۔

اصناف ادب میں سے کسی ایک صنف کے فکر و فن اور آغاز و ارتقاء پر بحث کی جائے تو یہ تحقیق ہوگی۔ اصناف کے موضوعات پر تحقیق کا طریقہ دوسرے موضوعات سے مختلف ہوگا کیوں کہ یہ ادب کی انتہائی موضوع کے اعتبار سے اور ہیئت کے اعتبار سے اہم تقسیم ہے۔ شعری اصناف ہوں یا نثری اصناف، تمام اصناف سخن دو بنیادوں پر قائم کی گئ:

موضوع کے اعتبار سے :

موضوع کے اعتبار سے بھی صنف کی تقسیم کی جاسکتی ہے مثلاً حکایت پر مقالہ لکھنا ہو تو ظریفانہ، اخلاقی، مذہبی وغیرہ کے زمرے قائم کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن بہتر طریقہ تاریخی ترتیب سے درج کرنے کا ہے۔ آخری باب میں غور کیجئے کہ اس صنف نے اردو ادب کو کیا دیا، اس کا اردو میں کیا مقام ہے اور مستقبل میں اس کے کیا امکانات ہیں۔ کسی صنف پر موضوع کے اعتبار سے تحقیقی کام میں کیا کیا ہونا چاہئے۔ مثلاً مقالہ کا عنوان یہ ہو: "اردو کی نثری داستانیں، تو اس کے ابواب حسب ذیل ہوں گے :

باب اول۔ عہد قدیم میں قصہ گوئی: حکایت اور داستانیں

باب دوم۔ اردو کا قدیم افسانوی ادب: فن اور موضوع

باب سوم۔ داستانوں کے فروغ وزوال کے اسباب

باب چہارم۔ دکنی قصے

باب پنجم۔ شمالی ہند میں داستان نویسی اٹھارہویں صدی میں

باب ششم۔ فورٹ ولیم کالج کا دور

باب ہفتم۔ سنسکرت اور ہندی سے متاثر قصے

باب ہشتم۔ سرور کا عہد

باب نہم۔ اردو میں الف لیلہ

باب دہم۔ داستان امیر حمزہؓ: منازل ارتقاء۔ داستان امیر حمزہ رام پور میں، لکھنؤ میں، دہلی میں

باب از دہم۔ داستان امیر حمزہ۔نول کشوری ایڈیشن کا تنقیدی جائزہ

باب دوازدہم۔ بوستانِ خیال

باب تین از دہم۔ اردو نثر میں داستانوں کا مقام

ضمیمہ : کم اہم حکایتوں اور داستانوں کی فہرست

دراصل مختلف اصناف کا خاکہ مختلف انداز کا ہوگا لیکن عام خطوط یہی ہوں گے کہ ابتدا میں اس صنف کے اصول، پھر ارتقاء، ابتداء یا آخر میں اس کے فروغ وزوال کے اسباب، اردو ادب کے فروغ میں اس صنف کی کارگزاری اور مستقبل میں اس کے امکانات پر غور کرنا ہوگا۔ ارتقاء سے مراد صنف کے عہد بہ عہد تحقیق کاروں اور تخلیقات کا جائزہ لینا ہے۔ زوال صرف مرحوم اصناف کی حد تک ہوگا۔

ہیئت کے اعتبار سے

کسی فرد پر کام کرنے کی بجائے کسی صنف پر کام کرنا زیادہ موثر سمجھا جاتا ہے، اصناف پر تحقیقی کام کیلئے مخصوص دور یا مخصوص علاقے میں اس صنف کے ارتقاء کو موضوع بنایا جاسکتا ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ صنف کی کسی نوع کا انتخاب کرلیا جائے مثلاً اخلاقی وعارفانہ مثنوی، شخصی مرثیہ، مسلسل غزلیں، تاریخی ناول، تقسیم ملک سے متعلق افسانے، دوسرے زبانوں سے ماخوذ ڈرامے، اسلامی ناول وغیرہ۔

بیشتر اصناف پر مقالے کی ابتدا میں سیاسی یا سماجی پس منظر دینے کی ضرورت نہیں البتہ شہر آشوب جیسی صنف میں سیاسی پس منظر، ریختی میں سماجی پس منظر اور بارہ ماسہ میں ادبی پس منظر دینا ہوگا لیکن قصیدہ، غزل، ناول، افسانہ جیسی اصناف پر لکھے ہوئے کسی سیاسی، سماجی پس منظر کی ضرورت نہیں۔ ہاں ان کے ادبی پس منظر کے طور پر عربی، فارسی، ہندی یا انگریزی میں ان میں سے متوازن و مماثل اصناف کے بارے میں لکھ دینا چاہئے۔

دوسرا باب صنف کے اجزائے ترکیبی یا اصول نقد کے بارے میں ہوگا۔ اب تک اس صنف کی تحقیقات کو پرکھنے کے جو اصول بتائے گئے ہیں، ان کو درج کرکے ان پر تبصرہ کیجئے۔ اگر ان اصولوں میں کوئی کمی ہے تو اپنی طرف سے بہتر اصول وضع کرنے ہوں گے۔

اجزائے ترکیبی اور اصول نقد کے بعد اس صنف کے فروغ وزوال کے اسباب (اگر زوال ہو گیا ہے تو) لکھے جائیں۔ اس کے بعد اس صنف کے نمونوں کا جائزہ لینا چاہئے۔ بہترین صورت یہ ہے کہ تحقیق کاروں اس صنف میں جملہ کاموں پر تبصرہ کیا جائے مثلاً مثنوی کے معاملے میں میر حسن کی طویل مثنویوں کے ساتھ ساتھ مختصر مثنوی کو تاریخی ترتیب سے لیا جائے۔ اہم مصنفوں کو پورا باب دے سکتے ہیں۔ ایک مصنف کے پر بھی اظہار خیال کردیا جائے۔ اگر صنف زیادہ طویل عرصے پر نہیں پھیلی ہے تو علاقہ وار تبصرہ کرسکتے ہیں مثلاًر یختی دلی میں، ریختی لکھنؤ میں۔

ماحصل:

تحقیق کا عمل انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں کسی نہ کسی انداز میں پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر اور طبیب کا امراض کی تشخیص کا یہ عمل دراصل تحقیق ہی ہے۔ اس کے علاوہ ایک غیر علمی تحقیق جو جرائم سے متعلق ہوتی ہے۔ وہ بھی تحقیق ہی ہے جسے قانونی زبان میں 'تفتیش' کا نام دیا جاتا ہے۔ گویا تشخیص ہو کہ تفتیش یہ دونوں بھی ایک قسم کی تحقیق ہی ہیں۔

اُردو کی ادبی تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ جن مصنفین، ادوار، علاقوں، کتابوں اور متفرق تخلیقات کے بارے میں کم معلوم ہے اُن کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جائے۔ یا اُن کے بارے میں اب تک جو کچھ معلوم ہے اس کی جانچ پڑتال کرکے اس کی غلط بیانیوں کی تصحیح کردی جائے تاکہ غلط مواد کی بناء پر غلط فیصلے صادر نہ کردیئے جائیں۔

بہر حال تحقیق کا کام آسان نہیں ہے اس میں بڑی جگر کاوی، محنت اور صبر کی ضرورت ہے۔ تحقیق کار اور ریسرچ اسکالر چاہے نیا ہو یا پرانا۔ ہر صورت میں کامیاب تحقیق کار بننے کیلئے محققانہ اوصاف اور صلاحیتوں کا حامل ہونا ضروری ہیں۔ اسی طرح رہنمائی کیلئے ضروری ہے کہ نگراں یا رہنما اُس فن، بلکہ فن کی مخصوص شاخ کا ماہر ہو۔ لہٰذا نگراں کی ذات میں وہ سب اوصاف درکار ہیں جو اچھے محقق کیلئے ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ مزاج تحقیقی، تحقیق کے موضوع سے واقفیت، رہنمائی کیلئے فرصت، علمی سخاوت اور تعاون ور ہنمائی کا جذبہ بھی رکھنا ضروری ہے۔

حوالہ جات :

مقالۂ ہذا کی تیاری میں مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے :

(۱) تحقیق کا فن: ڈاکٹر گیان چند جین

(۲) ادبی اور لسانی تحقیق: ڈاکٹر عبد الستار دلوی

(۳) ادبی تحقیق۔ مسائل اور تجزیہ: رشید حسن خان

(4) تحقیق اور ترکیب فن: تنویر احمد علوی

By

Dr. Ansari Masood Akhtar Jamal Ahmed

Asst. Professor & Head Dept. of Urdu

MSS's Ankushrao Tope College, Jalna (M.S.)

e-mail ID : nadvimasood@gmail.com

☆ ☆ ☆